ڈاکٹر محمد ریاض ۔ سنٹرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد

علومِ اسلامی کے چند اہم مآخذ

دینِ مبین اسلام کی تعلیمات زمان و مکان کی قیود سے بالاتر اور دائمی ہیں ۔ دین میں تفکر و تدبر کی راہیں آغاز سے لے کر آخر تک کھلی رہیں گی ۔ ہر دَور کے علما و فضلا اور حقائقِ دین کے نکتہ بین کتابِ الٰہی اور احادیثِ رسولؐ کی روشنی میں اپنے عصر کے تقاضوں کے مطابق رہنمائی حاصل کرتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ ابدالآباد تک جاری و ساری رہے گا ۔

چون شود کہنہ جہان اندر برش | می دہد قرآں جہانِ دیگرش
نوعِ انسان را پیامِ آخرین | حامل او رحمۃ للعالمینؐ

علمائے سلف نے افہام و تفہیمِ دین کی خاطر جو مساعی فرمائی ہیں، اُن کے مطالعہ سے ہم خود کو بے نیاز نہیں کہہ سکتے ۔ علما (معتزلہ، اشاعرہ یا متکلمین) اور صوفیہ وغیرہ نے تواتر روایات یا اپنے ذوق اور سلیقہ کی رو سے توضیحات و تعبیراتِ دین کی جو جو مشعلیں روشن کیں اُن میں ہمارے لیے سامانِ ہدایت و عبرت موجود ہے ۔ عمائدینِ سلف کے اس سرمائے کو ملاحظہ کرنا تفقہ فی الدین کی خاطر ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے ۔ انشاءاللہ!

مرورِ ایام سے لوگوں کے ذوق اور سلیقے میں عجیب و غریب تبدیلیاں آتی رہی ہیں ۔ عربی و فارسی زبانوں اور اسلامی علوم و فنون سے موجودہ ہمہ گیر بے اعتنائی کو بھی شاید تغیر اذواق ہی کہنا چاہیے ۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کی خاطر عربی ایک محترم اور تفہیم دین کی خاطر بنیادی زبان تھی اور ہے ۔ اس کے بعد فارسی کا درجہ ہے ۔ اور ہماری زبان اُردو پر اُن زبانوں کے اثرات کا ذکر کرنا تحصیلِ حاصل ہوگا ۔ ان السنہ اور اسلامی علم و تحقیق کی شمع کے پروانے خدا کے فضل و کرم سے ہمارے ہاں ایک قابلِ لحاظ تعداد میں موجود ہیں ۔ مگر نئے عصری تقاضوں کی خاطر ایسے لوگوں کی ضرورت اور ذمہ داری کہیں زیادہ ہے تاکہ وہ یہ کہہ سکیں کہ :

زمانہ کہنہ بتاں را ہزار بار آراست — من از حرم نگذشتم کہ پختہ بنیاد است

معارفِ اسلامی کے ادراک کی خاطر معتبر مآخذ سے آگاہی ایک ضروری امر ہے اور سوئے اتفاق سے اس کام کی خاطر ہمارے ہاں ابھی کوئی منظم کوشش نہیں کی گئی۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک انتہائی محدود تعداد کے علاوہ، اسلامی علوم و فنون کے دلدادہ افراد بھی درس و تدریس کی کتابوں سے زائد منابع و مصادر سے آگاہ نہیں ہوتے الا ماشاءاللہ اور یہ بات علومِ معقولہ و منقولہ دونوں پر صادق آتی ہے۔

علومِ اسلامی کے دو واضح شعبے ہیں، منقول (نقلی) اور معقول (عقلی)۔ منقول یا نقلی علوم ہیں مسنونات، مرویات و مسموعات داخل ہیں۔ قرآنِ مجید، احادیثِ رسول، فقہ اور ادبیات کے سارے شعبے منقولات میں شامل ہیں۔ دوسری قسم کے علوم معقول یا عقلی ہیں۔ (معقولات یا عقلیات)۔ ان علوم میں ذوق اور سلیقے سے چنداں واسطہ نہیں ہوتا۔ عقل و منطق کی کارگزاری اور کارفرمائی دیکھی جاتی ہے۔ ریاضی، منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ اسلامی علوم کے ان دونوں شعبوں کی اہمیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے مگر ظاہر ہے کہ "معقولات" بیشتر "منقولات" سے ہی استفادہ اور استعانت پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

اس مختصر گزارش میں ہم مآخذ خصوصاً منقولات کی فہرست میں سے چند کتابیں متعارف کرنے جا رہے ہیں جو گوناگوں فوائد کی حامل ہونے کے باوجود ہمارے ہاں چنداں معلوم و مروّج بلکہ اکثر بڑے بڑے کتب خانوں میں موجود بھی نہیں ہیں۔ اس بحث سے راقم الحروف کا مقصد یہ ہے کہ یہ کتابیں ہمارے ہاں منگوائی جائیں، عربی اور فارسی دان حضرات ان کو مطالعہ فرمائیں اور نیز یہ کہ ماخذ شناسی کی اہمیت کی خاطر نوجوانوں میں ایک تحرک اور جنبش پیدا ہو۔ ان چند عربی اور فارسی تفاسیر، کتب ماخذ، تاریخ نویسی اور کلاسیکل کتابوں کی ہم مختصر کیفیت بھی لکھ رہے ہیں۔ خدا کرے اس سلسلے میں مزید کاوش و جستجو کرنے کی خاطر کسی کو توفیق ارزانی ہو اور اس طرح شاید "فکر و نظر" کی نئی راہیں باز ہوں۔

تفاسیر

۱۔ تفسیر قرآن العظیم، از شیخ سہل بن عبداللہ تستری (۲۰۱-۲۸۳ھ)۔ شیخ سہل متقدمین صوفیہ میں بڑے مرتبے کے بزرگ تھے۔ ان کی یہ صوفیانہ تفسیر مطبع سعادتِ قاہرہ نے طبع کی ہے

جو لوگ صوفیانہ تالیفات میں تاویلات گوناگوں کو دیکھنے کے آرزومند ہوں، وہ اس اور دیگر صوفیانہ تفاسیر کو مطالعہ فرمائیں۔ بعض حضرات متوسطین یا متاخرین صوفیہ کی تعلیمات پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں متقدمین کی کتابیں بالخصوص تفاسیر قرآن مجید مسلک تصوّف کو سمجھنے میں بڑا معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

۲۔جامع التبیان: معروف بہ تفسیر طبری مؤلفہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) علامہ ابن جریر نے قرآت قرآن مجید، حدیث، فقہ، لغت، منطق اور دیگر علوم کے بارے میں گراں قدر تالیفات پیش فرما کر اپنے تبحّر کا ثبوت دیا ہے۔ "جامع البیان فی تفسیر القرآن یا تفسیر کبیر ان کی مستند اور معتبر تفسیر قرآن مجید ہے جو ۳۰ جلدوں میں چھپی ہے (بولاق)۔ یہ تفسیر نہایت خوشنما طریقے سے قاہرہ میں چھپنے لگی ہے اور اب تک ۱۸ جلدیں چھپ چکی ہیں۔

چوتھی صدی ہجری میں تفسیر طبری کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ اس ترجمے میں روایات اور استنادات کی کیفیت کو مختصر اور بعض مقامات پر محذوف کر دیا گیا۔ فارسی ترجمہ سات جلدوں میں تہران میں چھپ چکا ہے۔

۳۔کشف الاسرار وعدۃ الابرار: معروف بہ "تفسیر خواجہ عبداللہ انصاری" پیر ہرات (م ۴۸۱ھ) جسے خواجہ کے ایک شاگرد اور مرید ابوالفضل رشید الدین میبدی یزدی نے ۵۲۱ھ کے لگ بھگ مکمل کیا ہے۔ تفسیر خواجہ عبداللہ کی توضیحات و تشریحات پر مشتمل ہے اور ہر آیت کی تین طریقے سے شرح کی گئی ہے۔ آیت کا فارسی ترجمہ، لغات کے معانی اور شرح آیات۔ تفسیر بڑی جامع ہے مگر عارفانہ اور صوفیانہ رنگ غالب ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر حکمت اور ان کے بعض فاضل ہمکاروں مثلاً ڈاکٹر سید حسن سادات ناصری نے اس تفسیر کو بڑی دیدہ ریزی سے مرتب کیا اور تہران یونیورسٹی سے اسے دس جلدوں میں شائع کر دیا ہے۔

۴۔تفسیر الکشاف: مؤلفہ علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری خوارزمی (۴۶۷-۵۳۸ھ) تفسیر کا پورا نام "الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل" ہے اور عموماً تفسیر الکشاف یا صرف "کشّاف" کے نام سے معروف ہے۔ علامہ محمود زمخشری کا نام علوم عصر میں تبحر کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔ منجملہ اور باتوں کے وہ بہت بڑے لغوی اور متکلم تھے۔ یہ تفسیر متکلمانہ بحثوں اور

معتزلہ عقائد پر حاوی ہے مگر خالص قرآن فہمی کی خاطر بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تفسیر متعدد بار چھپ چکی ہے۔ ۱۹۴۸ء والی طباعت جو قاہرہ میں عمل میں آئی بہت بہتر اور متداول ہے۔

۵۔ **مفاتیح الغیب** یا تفسیر کبیر از امام ابوعبداللہ فخر الدین محمد بن عمر طبری رازی (م ۶۰۶ھ) امام فخر الدین رازی کو ابن الخطیب بھی کہتے ہیں۔ امام رازی اپنے دور کے سب سے بڑے متکلم اور فلسفی تھے اور اگرچہ لوگ انھیں "امام المشککین" کہتے ہیں مگر وہ خود شیخ الرئیس حکیم ابو علی حسین بن سینا (م ۴۲۸ھ) سے "تعلیم تخمین و ظن" منسوب کرتے اور کئی مقامات پر حکیم پر اعتراضات کرتے ہیں۔ "مفاتیح الغیب" میں امام نے محیّر العقول طریقے سے کوشش کی کہ جملہ علوم و معارف متداول کا سرچشمہ قرآن مجید کو ثابت کیا جائے۔ انھوں نے گویا علوم نقلی و عقلی کا ایک دائرۃ المعارف تیار کرنے کی کوشش کی ہے جو کماحقہ، مکمل نہ ہو سکا۔ امام رازی کی یہ شہرہ آفاق تفسیر ۳۲ جلدوں میں ہے۔ قاہرہ کی ۱۹۳۳ء والی طباعت نفیس اور دیدہ زیب ہے۔

۶۔ **عرائس البیان فی حقائق القرآن**:۔ مؤلفہ شیخ صدر الدین ابو محمد روزبہان بقلی دیلمی شیرازی (م ۶۰۶ھ)۔ شیخ روزبہان ایک بہت بڑے فاضل صوفی تھے جن کی متعدد تالیفات موجود اور قابل توجہ رہی ہیں۔ صوفیانہ "شطحیات" اور "تحفۃ العرفان" ان کی معروف کتب ہیں۔ عرائس البیان فی حقائق القرآن" ان کی صوفیانہ تفسیر ہے اور بڑی جدت آمیز بحثوں کی حامل ہے۔ ۱۳۱۰ھ میں مطبع نولکشور لکھنؤ نے اسے دو جلدوں میں چھاپا تھا۔ مگر اب بآسانی مل نہیں پاتی ایک عرب طالب علم تہران میں اس کی تصحیح و تحشیہ میں مصروف ہیں۔ کتاب کے مخطوطے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

۷۔ **الجامع لاحکام القرآن**: مؤلفہ علامہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) جسے "تفسیر قرطبی" بھی کہتے ہیں مستند تفسیر ہے جسے متواتر روایات کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا ہے۔ مطبوعہ قاہرہ، مصر۔

۸۔ **تفسیر القرآن العظیم**: یا تفسیر ابن کثیر۔ مفسّر علامہ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) ہیں اس مستند اور مقبولِ عام تفسیر کا فارسی اور اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔ عربی متن کئی بار چھپا۔ قاہرہ میں ۱۹۳۷ء (۱۳۵۶ھ) میں جو چہار مجلدی ایڈیشن چھپا، وہ عام طور پر دستیاب ہے

۹۔ **تفسیر جلالین**:۔ از جلال الدین محلی (۷۹۱ - ۸۶۴ھ) اور جلال الدین سیوطی

(۸۴۹ - ۹۱۱ھ)۔ جلالین شافعی مسلک کے پیرو تھے اور اس مسلک پر یہ مستند تفسیر ہے۔ جلال ثانی (علامہ سیوطی) نے جلال اوّل (علامہ محلی) کے کام کو مکمل کیا ہے۔ اس دقیق اور محققانہ تفسیر میں معانی آیات کے علاوہ، اعراب اور لغات قرآن مجید سے مربوط بڑی ہی دلآویز اور ایمان افروز بحثیں موجود ہیں۔

۱۰۔ تفسیر سیوطی یا الدر المنثور فی تفسیر الماثور: علامہ جلال الدین سیوطی مذکور[۹] کی یہ تفسیر ۶ جلدوں میں ہے اور ۶ جلدوں میں قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔ مستند اور متواتر روایات پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ تفسیر بیضاوی: جس کا پورا نام انوار التنزیل واسرار التاویل ہے مؤلفہ علامہ قاضی بیضاوی (م ۶۸۵ھ)۔ جامع و مختصر تفسیر ہے اور متحدہ عرب جمہوریہ اور کئی مغربی ممالک میں چھپ چکی ہے۔ بولاق میں دو جلدوں میں چھپی ہے۔ اس تفسیر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے اس سے استناد کرتے ہیں۔ مفسّر نے کوشش کی ہے کہ تمام فرق کی آرا و استنادات کا خیال رکھا جائے۔

۱۲۔ روح المعانی: یا تفسیر آلوسی مؤلفہ ابو الثنار محمود آلوسی (۱۲۱۷-۱۲۷۰ھ) جس کا پورا نام روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ہے۔ متاخر تفاسیر میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ مفسّر نے اپنے زمانے کی بیشتر تفاسیر کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ تفسیر دو بار چھپ چکی ہے اور بولاق والا نفیس ایڈیشن ۹ جلدوں میں ہے۔

کتب شناسی کے نمایاں منابع

۱۔ کتاب الفہرست: مؤلفہ ابو الفرج محمد بن اسحٰق الندیم (م ۳۸۵ھ)۔ ابن الندیم مؤلف کا معروف نام ہے اس کتاب میں تمام متداول اسلامی علوم اور علما و فضلا کے ذکر کے علاوہ معروف کتب کا ذکر موجود ہے۔ کتاب الفہرست یا الفہرست کو متعدد بار چھاپا گیا۔ فارسی ترجمہ بھی متداول ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور نے اس عظیم کتاب کا اردو ترجمہ چھپوا دیا ہے۔

۲۔ ایضاح المکنون: از اسمٰعیل پاشا بغدادی (مطبوعہ بیروت ۱۹۴۵ء) یہ کتاب دراصل

حاجی خلیفہ کی معروف کتاب کشف الظنون کا ضمیمہ ہے۔ کشف الظنون عن حقائق الفنون۔ ۱۳۱۱ھ میں قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

۳۔ اکتفاء القنوع :- از ایڈورڈ فنڈیک مطبوعہ قاہرہ ۱۸۶۴ء۔ فہرس کتب ہے۔

۴۔ کشف الحجب :- از اعجاز حسین مطبوعہ کلکتہ ۱۳۳۰ھ مآخذ شناسی کی خوب کتاب ہے۔

۵۔ مفتاح السعادۃ :- از طاش کبری زادہ مطبوعہ حیدر آباد دکن (سال مذکور نہیں ہے)۔ کتبِ اسلامی کی فہرست ہے۔

۶۔ معجم المطبوعات العربیہ: از یوسف علی خان مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۴ھ۔

۷۔ مؤلفین کتابہائے چاپی عربی و فارسی (اوّل) از خان بابا مشار تہران مطبوعہ سال ۱۳۴۰ھ شمسی۔

۸۔ ایضاً مجلد دوم۔ (پہلی جلد میں عربی اور دوسری میں فارسی کتابوں کا تعارف ہے)

۹۔ منابع مطالعہ۔ حبیب اللہ حسامی مطبوعہ آبادان (ایران)

تاریخ اسلام کے معتبر مصادر

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ اور عیون الاخبار :- (دو مجلد) موتلفہ ابن قتیبہ دینوری (م ۲۷۶ھ) پہلی کتاب خلفائے اسلام (تا زمان مؤلف) کی تاریخ ہے اور دوسری عمومی تاریخ ہے۔ عیون الاخبار میں مذہبی بحثیں بڑی جالب و جاذب ہیں۔ مؤلف نے اسلام سے قبل والے ادیان کی معتبر کتابوں کے حوالے دیے ہیں اور اس کے ذکر کردہ مآخذ سے بعض اب ناپید ہیں۔ دونوں کتابیں بالترتیب ۱۹۲۵ء اور ۱۹۵۷ء میں قاہرہ سے شایع ہو چکی ہیں۔

۲۔ اخبار الطوال: از ابو حنیفہ دینوری (م ۲۸۱ھ)۔ قبل از اسلام سے لے کر خلیفہ المعتصم باللہ اول عباسی کے عہد تک کی مستند اور عمومی تاریخ ہے۔ مؤلف نے وقائع کو وضاحت اور پس منظر و پیش منظر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مطبوعہ لیڈن ۱۸۸۸ء اور قاہرہ ۱۹۶۰ء۔ مقامِ مسرت ہے کہ یہ اہم کتاب اردو میں منتقل ہو کے چھپ چکی ہے۔

۳۔ تاریخ الیعقوبی : مؤلفہ ابن واضح یعقوبی (م ۲۸۴ھ)۔ اسلامی دور کے آغاز سے ۲۵۲ھ کے واقعات مشروحاً مندرج ہیں۔ مؤلف کی آرا معتدبہ حد تک "تاریخ طبری" سے مختلف ہیں۔ یہ تاریخ دو مجلد پر مشتمل ہے اور بیروت (۱۹۵۶ء) اور نجف اشرف (۱۳۵۸ھ) میں

چھپی ہے۔ مرحوم ڈاکٹر ابراہیم آیتی نے اُسے فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ ترجمہ ۱۳۴۳ھ ش میں تہران سے چھپ چکا ہے۔

۴۔ **مروج الذہب** : ۔ مؤلف ابوالحسن علی بن حسین جو المسعودی کے نام سے معروف ہیں (م ۳۴۶ھ) "المسعودی" کی نسبت مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہے۔ المسعودی بغدادی تھے۔ اور بہت سے ممالک کی سیاحت کی ہے۔ برصغیر اور چین بھی گئے ہیں۔ "مروج الذہب" میں ان تجارب کی کیفیت دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کتاب کے ۱۳۲ باب ہیں اور اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ۳۳۲ھ تک کے واقعات تواتراً مندرج ہیں۔ بقول مصنف یہ کتاب ان کی تالیفات "اخبار الزمان" اور "کتاب الاوسط" کا خلاصہ ہے۔ مروج الذہب میں اوضاع جغرافیائی مذکور ہیں۔ اس کتاب کی ادبی اہمیت بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ دورِ جاہلیت سے لے کر اپنے عہد تک کے کئی شعرا کے اشعار نقل کیے ہیں اور کئی موارد میں ان شاعروں کے بارے میں واحد منبع یہی کتاب ہے۔ فارسی زبان میں اس کی تکمیل "تاریخ سیستان" ہے جسے مرحوم ملک الشعرا بہار (م ۱۹۵۱ء) نے شائع کروایا ہے۔ اس کا فارسی ترجمہ (مترجم ابوالقاسم صاحب) تہران سے چھپ چکا ہے۔ اور اردو ترجمہ بھی حیدرآباد دکن میں شائع ہو چکا ہے۔

۵۔ تاریخ طبری جس کا پورا نام اخبار یا تاریخ الرسل والملوک ہے۔ (۱۲ جلدوں میں) مؤلف امام طبری ابوجعفر محمد بن جریر مذکور ہیں۔ مفصل ترین تاریخ ہے۔ جسے تقریباً تمام مورخین نے پیشِ نظر رکھا۔ اور اس کا ذکر کیا ہے۔ اس تاریخ میں ابتدائے آفرینش سے لے کر ۳۰۲ھ تک کے واقعات مندرج ہیں۔ ترتیب کتاب سنوات کے اعتبار سے ہے اور مؤلف کی روش تحقیق اور دیانت بیان قابلِ داد رہی ہے۔ یہ تاریخ لیڈن (۱۸۹۷ء) اور قاہرہ (۱۹۰۱ء) میں چھپ چکی ہے۔ اور اردو ترجمہ بھی حیدرآباد دکن میں شائع ہو رہا ہے۔

تاریخ الرسل والملوک: کا فارسی ترجمہ "تاریخ بلعمی" کہلاتا ہے۔ جسے منصور بن نوح بن نصر سامانی کے لائق وزیر ابوعلی محمد بن ابوالفضل بلعمی نے ۳۵۲ھ میں کیا تھا۔ بلعمی نے ترجمے میں روایات و اسناد کو حذف کر دیا۔ بعض مطالب کو تبدیل کر دیا اور ترتیب وقائع

کوسنوات سے تبدیل کرکے افراد واقوام کے ذکر سے منظم کیا ہے۔ "تاریخ بلعمی" بھی تہران میں چھپ چکی ہے۔

مرحوم محمد تقی بہار ملک الشعراء نے ۱۳۲۱ش میں تاریخ الرسل والملوک کی پہلی جلد کا متن مع فارسی ترجمہ کے تہران سے شائع کیا تھا مگر وہ دوسری جلدوں کو اس طرح شائع نہ کرواسکے۔

۶۔ **سنی ملوک الارض والانبیاء** مؤلفہ ابو عبداللہ حمزۃ بن الحسن الاصفہانی (م تقریباً ۳۶۰ھ) کتاب انبیا اور بادشاہوں کے حالات پر مشتمل اور ۳۵۰ھ میں مکمل ہوئی ہے۔ یہ ایک مقدمہ اور دس ابواب پر حاوی اور سنوات کی بنیاد پر ترتیب پائی ہے۔ کتاب موجز مگر دقیق ہے۔ اس کا فارسی ترجمہ (مترجم ڈاکٹر جعفر مشار) دو سال قبل تہران میں چھپ چکا ہے۔ عربی متن کلکتہ اور برلین میں طبع ہوا ہے۔

۷۔ **البدء والتاریخ**: (دو مجلد) مؤلفہ مطہر بن طاہر المقدسی (م ۳۵۵ھ)۔ یہ قابل قدر عربی تاریخ پیرس میں چھپی ہے۔

۸۔ **احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم**:۔ مؤلفہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد المقدسی بشاری (قرن چہارم ہجری)۔ مؤلف معروف سیاح تھے۔ ان کی تالیف میں تاریخ وجغرافیہ کا امتزاج موجود ہے۔ مطبوعہ لیڈن۔

۹۔ **اخبار الباقیۃ عن قرون الخالیہ**:۔ از ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی (م ۴۴۰ھ) کتاب کا سال تالیف ۳۹۱ھ ہے۔ علامہ البیرونی کی یہ تالیف تاریخ اور رسم ورواج کا ایک دائرۃ المعارف ہے۔ جس میں برصغیر اور ایران سے مربوط بڑی گراں قدر اطلاعات ملتی ہیں۔ عربی متن تو نظر سے نہیں گزرا البتہ فارسی ترجمہ (مطبوعہ تہران) کافی متداول ہے۔

۱۰۔ **مجمل التواریخ والقصص**: (فارسی) جس کا مؤلف یا مؤلفین نامعلوم ہیں۔ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آغاز کنندہ آسد آبادی ہمدانی ہے۔ اور کسی دوسرے نے ۵۲۰ھ میں اسے تکمیل کیا ہے۔ اس کتاب کو مرحوم بہار مشہدی نے چھپوایا ہے (تہران)۔ کتاب کے ۳۵ ابواب ہیں جن میں ابتدائے آفرینش سے لے کر چھٹی صدی ہجری کے اوائل تک کے واقعات مندرج ہیں۔ اگرچہ بہت سے منابع ومصادر سے آرا جمع کیے گئے ہیں۔ مگر "تاریخ الرسل

والملوک" کے مطالب کا چربہ بہت نمایاں ہے۔ کتاب کا اندازِ بیان شیریں اور دلآویز ہے۔ قصہ خوانی میں تاریخ فہمی کا مزا ملتا ہے۔

۱۱۔ **المنتظم**: از علامہ ابو الفرج عبدالرحمن جوزی بغدادی (م ۵۹۷ ھ)۔ یہ مستند اور معتبر کتاب سنوات کی مناسبت سے ترتیب پائی ہے۔ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

۱۲۔ **الکامل فی التاریخ**:۔ یہ کامل ابن اثیر مؤلفہ عزالدین علی معروف بہ ابن الاثیر (م۔ ۶۳۰ھ) یہ تاریخ واقعی اسم بامسمّٰی اور "تاریخ کامل" ہے ترتیب سنوات پر ہے ردیف اوّل کی تاریخ ہے اور ہر مکتبِ فکر کے اشخاص مؤلف کی دقّتِ نظر اور امانتِ بیان کے معترف ہیں۔ کتاب کا متن متعدد بار اور مختلف ممالک میں چھپا ہے کتاب کا بیشتر حصہ ڈاکٹر سید حسن سادات ناصری کی رہنمائی میں طہران سے چھپ چکا ہے (اب تک سات جلدیں)۔ کچھ جلدیں حیدر آباد دکن میں اُردو میں بھی منتقل ہو چکی ہیں۔

۱۳۔ **مختصر الدول**: از ابوالفرج ملطی معروف بہ ابن العبری (م ۶۸۵ھ)۔ مؤلف نے کتاب کو بظاہر سریانی (عربی) زبان میں لکھا تھا اور پھر عربی میں منتقل کیا ہے۔ یہ عمومی تاریخ ہے موجز اور جامع۔ مطبوعہ بیروت۔

۱۴۔ **الحوادث الجامعہ**: از ابن فوطی (م ۶۴۲ھ) وقائع اور احوالِ رجال دونوں کے اعتبار سے اہم کتاب ہے۔ یہ کتاب پوری طبع نہیں ہوئی۔ ایک حصہ کو ڈاکٹر علی جواد نے بغداد سے شائع کر دیا ہے۔ مخطوطے دست یاب ہیں۔

۱۵۔ **نظام التواریخ**:۔ از قاضی بیضاوی شیرازی (مؤلف کی وفات کا سال ۶۸۶ تا ۷۱۰ھ کے درمیان مختلف فیہ ہے)۔ معتبر ماخذ کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے۔ مطبوعہ تہران

۱۶۔ **جامع التواریخ**: (دو مجلد) مؤلفہ رشید اللہ فضل اللہ ہمدانی (م ۷۱۸ھ)۔ عمومی تاریخ عالم ہے (فارسی)۔ اس مبسوط تاریخ کی جلد اوّل کے حصے انقرہ اور تہران میں چھپے ہیں۔ اور باقی ماندہ حصے تہران میں زیرِ طباعت ہیں۔ کتاب چار جلدوں میں ہے مؤلفہ ۷۱۰ھ

۱۷۔ تاریخ بناکتی۔ مؤلفہ ابو سلیمان داؤد بناکتی (م ۷۳۰ھ) جسے ۷۱۷ھ میں مکمل کیا گیا ہے۔ کتاب کا طویل نام "روضۃ اولی الالباب فی تواریخ الاکابر والانساب" ہے تاریخ جہاں ہے جس میں مؤلف نے مسلمانوں کے علاوہ دیگر اقوام کے بارے میں ذی قیمت اطلاعات

جمع کی ہیں۔ نصف حصہ مسلمانوں سے مربوط ہے۔ یہ کتاب ابھی تک مخطوطوں کی شکل میں ہے۔ ایک مخطوطے کی عکسی نقل تہران یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۸۔ تاریخ ابوالفدا مؤلفہ عمادالدین ابوالفدا، حماۃ (م ۷۳۲ھ)۔ کتاب کا نام کتاب المختصر فی اخبار البشر" (چہار مجلد، عربی) ہے۔ یہ عمومی تاریخ انبیا علیہم السلام اور سلاطینِ اسلام کے حالات کے علاوہ دوسرے ادیان و اقوام کے بارے میں ذی قدر اطلاعات بہم پہنچاتی ہے۔ دوسری جلد خالصتاً اسلام سے مربوط ہے اور مسلمانوں کے حالات ۷۲۹ھ تک مندرج ہیں۔ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۸۶ھ۔

۱۹۔ تاریخ گزیدہ مؤلفہ حمداللہ مستوفی قزوینی (م ۷۵۰ھ)۔ تاریخ عمومی اور جغرافیہ ہے۔ ایک حصہ ڈاکٹر محمد دبیر سیاقی نے تہران سے طبع کروایا ہے۔ اس کے مخطوطے موجود ہیں اور دوسرا حصہ جلد ہی تہران سے چھپنے والا ہے۔

۲۰۔ مجمع الانساب: از محمد بن علی شبانکاری شیرازی مؤلفہ عبالی ۷۴۳ھ۔ بڑی جامع و مستند تاریخ ہے۔ مگر ابھی تک مخطوطوں کی صورت میں ملتی ہے۔ ایک نفیس مخطوطہ تہران یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۱۔ الاعلاق النفیسہ: از ابن رستہ۔ تاریخی واقعات کو بذکر مآخذ بیان کیا گیا ہے۔ مطبوعہ لیڈن اور تہران۔ زیادہ مباحث جغرافیائی اہمیت کے حامل ہیں۔

۲۲۔ البدایۃ والنہایۃ: از ابن کثیر قریشی شامی (م ۷۷۴ھ)۔ تاریخ عمومی مطبوعہ قاہرہ

۲۳۔ زبدۃ التواریخ: از شہاب الدین عبداللہ خوافی ہراتی معروف بہ حافظ ابرو (م ۸۳۴ھ)۔ یہ اہم کتاب بھی ابھی چھپی نہیں۔ اس کے ایک ضمیمے کو ڈاکٹر خانبابا بیانی نے تہران سے شائع کروایا ہے۔ مخطوطے ایران اور ترکی میں موجود ہیں۔ راقم الحروف نے اپنے ترکی دوست محمد اردوغان مرچیل کے وسیلے سے ایک نفیس عکسی مخطوطے سے استفادہ کیا اور یادداشتیں مرتب کی ہیں۔ "زبدۃ التواریخ" تاریخ جہاں ہے۔ جس کے چار حصے ہیں اسے "مجمع التواریخ السلطانیہ" بھی کہتے ہیں۔ اور چوتھی جلد کا نام "زبدۃ التواریخ بایسنغری" ہے

۲۴۔ تاریخ الفی: جو مغل شاہنشاہ اکبر اعظم کے حکم سے لکھی گئی۔ یہ مسلمانوں کی ہزار

سالہ مستند تاریخ ہے جو ابھی تک مخطوطوں کی صورت میں موجود ہے۔ دو نفیس مخطوطے تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں موجود ہیں۔ یوں تو اس مبسوط تاریخ کو اکبری عہد کے کئی علما و فضلا نے لکھا ہے۔ مگر معتدبہ حصہ مُلّا احمد ٹھٹھوی (مقتول ۹۹۶ھ) نے لکھا ہے۔ فارسی کی یہ عظیم تاریخ چھپ جائے تو بہت سے واقعات یکجا مل جائیں۔

جغرافیہ اور سفرنامے

۱۔ المسالک والممالک: از ابن خردابہ مؤلفہ تقریباً ۲۳۲ھ مطبوعہ لیڈن

۲۔ مسالک والممالک: (ال کے حذف سے) یہ بھی چوتھی صدی ہجری کی تالیف ہے۔ مؤلف ابواسحق ابراہیم اصطخری ہیں۔ مطبوعہ لیڈن اور فارسی ترجمہ بھی تہران میں چھپ چکا ہے۔

۳۔ مرأة البلدان: از محمد حسن خان سمیع الدولہ۔ مؤلف نے فتوح البلدان مؤلفہ ابوالحسن بلاذری (م ۲۷۹ھ) کے جغرافیائی مطالب پر اضافے کیے ہیں۔ مطبوعہ تہران۔

۴۔ صور الاقالیم: از ابوزید بلخی (م ۳۲۲ھ) جو ابھی مخطوطوں کی صورت میں موجود ہے۔ کسی نامعلوم مؤلف نے اسے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اور اس کا ایک نامکمل نسخہ تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں موجود ہے۔

۵۔ الرسالہ الثانیہ: از ابودلف سعد بن مہلال خزرجی۔ ایشیا کے اکثر ممالک کے سفرنامے پر مشتمل ہے۔ مطبوعہ قاہرہ فارسی ترجمہ ان ہی سالوں میں تہران میں چھپا ہے۔

۶۔ کتاب البلدان: از ابن واضح الیعقوبی مذکور جو متعدد بار چھپ چکی ہے۔ ابن فقیہ کرمانی کا مرتب کردہ، ان کا فارسی خلاصہ ۱۳۰۲ھ میں لیڈن میں چھپا ہے

۷۔ جہاں نامہ (فارسی)، مؤلفہ احمد بن نجیب بکران۔ اس کی مربوط جلدیں ایران ترکی اور روس میں چھپ چکی ہیں۔

۸۔ حدود العالم من المشرق الی المغرب: مؤلفہ ۳۷۲ھ جس کا مؤلف نامعلوم ہے، ایران اور روس میں طبع ہو چکی ہے اور فارسی ترجمہ افغانستان میں چھپا ہے۔ کتاب میں شہر و اقلیم کی عالمی تقسیم اور مختلف علاقوں کے افراد کے بارے میں بے نظیر اطلاعات

مندرج ملتی ہیں۔

۹۔ الرحلۃ ابن فضلان: از احمد فضلان (قرن چہارم)۔ جغرافیہ بلکہ تاریخ کے لحاظ سے یہ سفرنامہ بڑا اہم ہے (مطبوعہ دمشق اور فارسی ترجمہ تہران)۔ یہ کتاب گویا الرحلۃ از ابن بطوطہ (م ۷۷۹ھ) اور الرحلۃ از ابن جبیر (مؤلفہ ۶۱۴ھ) کی ترتیب کے لیے نمونہ رہا ہے

علوم پر چند قابلِ قدر تالیفات

۱۔ احصاء العلوم: از ابو نصر محمد بن محمد الفارابی بخارائی (م ۳۳۹ھ)۔ "المعلم الثانی" کی اس تالیف کے اجزا بطور عموم دست یاب ہیں۔ پوری کتاب ابھی چھپنا باقی ہے ایک مخطوطہ زنجان، ایران میں موجود ہے۔

۲۔ تاریخ التمدن الاسلامی (بر چار جلد) از جرجی زیدان (م ۱۹۱۴ء)۔ جرجی زیدان نے سیاست بازی کے ساتھ تاریخ نویسی کی بڑی خدمت کی ہے۔ یہ کتاب اسلامی تاریخ اور علوم و فنون پر ایک مستند تالیف ہے۔ جسے جواہر کلام صاحب نے فارسی میں ترجمہ کرکے پانچ جلدوں میں تہران سے شائع کروایا ہے۔ متن عربی قاہرہ میں چھپا ہے

۳۔ تتمہ صوان الحکمۃ: از ابو الحسن علی زید بیہقی (م ۵۶۵ھ) جسے مرحوم ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے ۱۳۵۱ھ میں چھپوا کر لاہور سے شائع کیا ہے۔ کتاب کا موضوع حکمت و فلسفہ ہے۔ "صوان الحکمۃ" کے مؤلف ابو سلیمان منطقی سیتانی (م تقریباً ۳۹۱ھ) ہیں۔ کہا جاتا تھا کہ صوان الحکمت ناپید اور مفقود الاثر ہو چکی ہے۔ مگر جیسا کہ ڈاکٹر سید حسین نصر (از تہران) نے راقم الحروف کو بتایا تھا، اس کا مخطوطہ سلیمانیہ کتب خانہ استنبول میں مل گیا ہے اور عنقریب چھپ جائے گا۔

۴۔ درۃ الاخبار: صوان الحکمۃ مذکور کا فارسی ترجمہ ہے۔ مطبوعہ تہران

۵۔ جامع العلوم یا حدائق الانوار فی حقائق الاسرار:۔ از امام ابو عبداللہ فخر الدین محمد رازی۔ امام صاحب نے اس کتاب کو ۵۷۴ھ میں لکھا اور ان کی فارسی کتابوں میں غالباً سب سے اہم کتاب یہی ہے۔ اس کتاب میں چالیس متداول علوم و فنون سے بحث کی گئی ہے۔ بعض نکتہ رس اس تعداد کو ساٹھ تک پہنچاتے ہیں (مطبوعہ تہران)

۶- درۃ التاج لغرۃ الدیباج : از علامہ قطب الدین شیرازی (م ۷۱۰ھ) اسے نموذج العلوم (نمونہ علوم) کہا جاتا ہے - یہ کتاب عربی نما فارسی میں ہے - مطبوعہ اور متداول ہے علامہ قطب الدین محمود بن ضیار الدین مسعود، فلسفی اور طبیب تھے - وہ شیخ سعدی (م ۶۹۵ھ) کے دوست تھے - سیاحت کے دوران مولانائے روم (م ۶۷۲ھ) اور صدر الدین قونوی (م ۶۷۳ھ) سے ملاقات کی - وہ علمائے سلف کے قدر دان تھے - اگر ایک طرف ابن سینا کی کتب "قانون" اور "الشفا" کی تدریس کرتے تھے تو دوسری طرف "الکشاف" کی مشکلات کو حل کرتے تھے "الکشاف عن حقائق التنزیل" پر انھوں نے ایک ذیل و حاشیہ بھی لکھا ہے -

---

(بقیہ مضمون حافظ شیرازی صفحہ ۲۶)

شاعر کی اپنی شخصیت اس کے کلام میں داخل ہو جاتی ہے - جو اس کو دوسرے کے مقابل انفرادیت بخشتی ہے - حافظ کا اپنا علم فن، دل کا گداز، جذبات کا ولولہ، احساسات کا اخلاص، وہ عناصر ہیں جو اُن کے کلام کا جز ہو کر منفرد بناتے ہیں - حافظ کو اپنے کلام پر ناز بھی ہے -

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ بقرآنی کہ اندر سینہ داری

۴- غزلِ حافظ کی ایک فنی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ایجاز کے پیشِ نظر مصطلحات کو استعمال کر کے ایمائیت کا خیال رکھا گیا ہے - قاری یا سامع ان علامات پر غور کرنے کے لیے ٹھہرتا ہے - فکر و تامل کے بعد شعر کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اور شاعر کی تہ در تہ فکر کا احساس ہوتا ہے - مثلاً یہ اشعار ملاحظہ کیجیے :

بہ مژگانِ سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم بیا کز چشم بیمارت ہزاراں درد برچینم
صباح الخیر زد بلبل کجای ساقیا برخیز کہ غوغا میکند در سر خیالِ خوابِ دوشینم